شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے :

هو المشهور عند الجمهور[1] جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ (ت)

اسی میں ہے ، هو الذی علیه العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ ت)

شرح الهمزیہ میں ہے ، هو المشهور وعلیه العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ ت)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیه اجمع اهل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنهم وبالاول صدر مغلطائی واعتمدہ الذهبی فی تهذیب التهذیب تبعا للمزی وحکم المشهور بقیل وصحح الدمیاطی عشرا خلت اقول وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطیة عام ولادته صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یوم الخمیس فکانت غرة شهر الولادة الکریمة الوسطیة یوم الاحد والهلالیة یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشهر ولذا اجمع

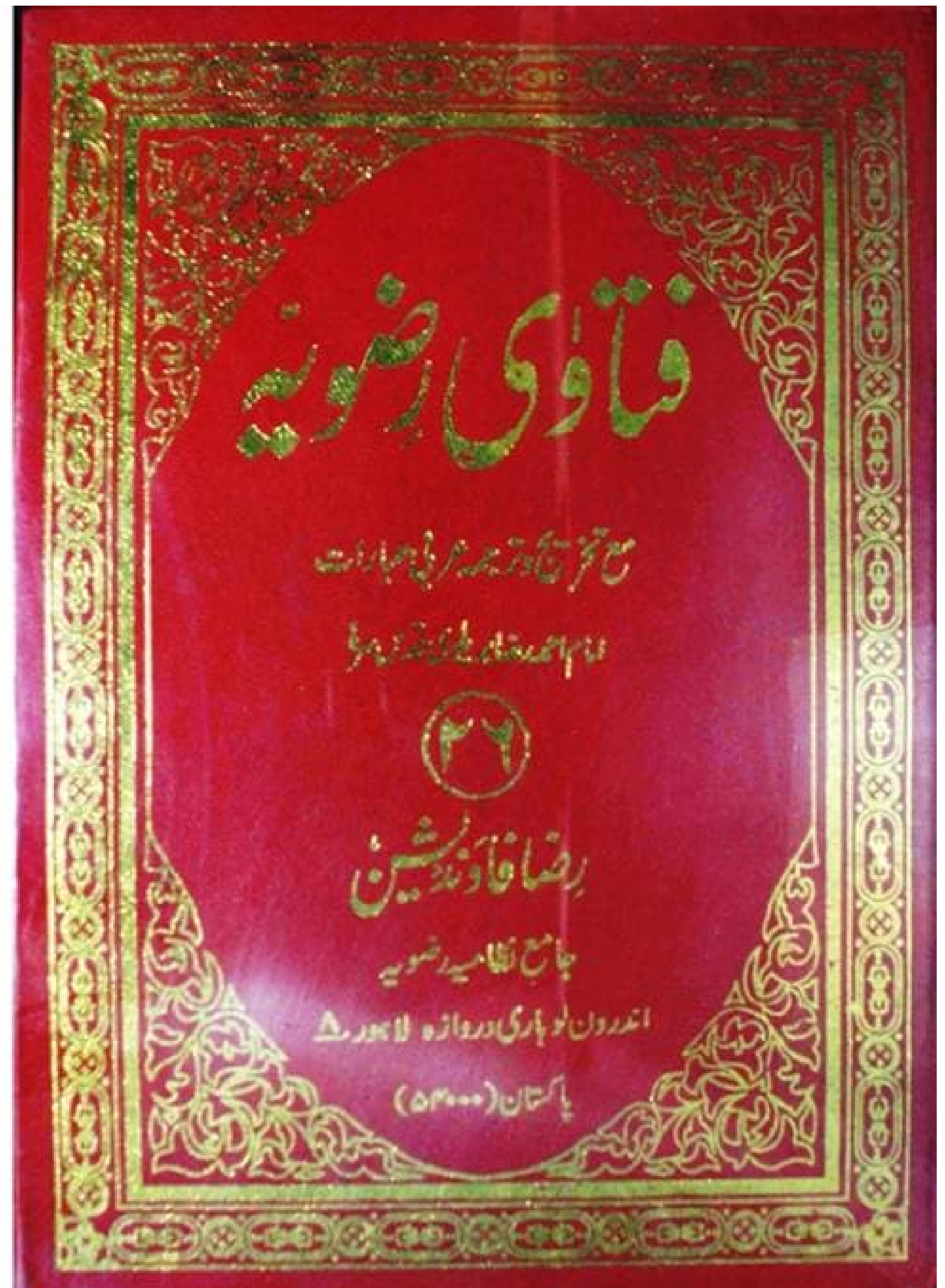
اگرچہ اکثر محدثین و مورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی ، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم و حمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ اقول (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرۂ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرۂ وسطیہ بروز اتوار اور غرۂ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارک کی آٹھ تاریخ بنتی ہے یہی وجہ

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲

[2] " " " " " " " " " " " " " " " " "

[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰



شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے :

هو المشهور عند الجمهور[1] جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ (ت)

اسی میں ہے : هو الذی علیه العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ ت)

شرح الہمزیہ میں ہے : هو المشهور وعلیه العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ ت)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی :

وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیه اجمع اهل الزیجات واختاره ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی الله تعالٰی عنهم وبالاول صدر مغلطائی واعتمده الذهبی فی تهذیب التهذیب تبعا للمزی وحکم الشهور بقیل وصحح الدمیاطی عشرا خلت **اقول** وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطیة عام ولادته صلی الله تعالٰی علیه وسلم یوم الخمیس فکانت غرة شهر الولادة الکریمة الوسطیة یوم الاحد والهلالیة یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشهر ولذا اجمع

اگرچہ اکثر محدثین ومورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم وحمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہِ ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲

[2] " " " " " " " " " " " " " " " " " "

[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰

فتاوٰی رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۲۶

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

۱۳۱۷ھ

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی

تاریخ ولادت باسعادت و وصال مبارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج: مولانا محمد جلال الدین قادری

تقدیم: پروفیسر محمد مسعود احمد

سُنّی رضوی کتب خانہ

گلشن کالونی ○ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم۔

پیش نظر رسالے میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عالم آب و گل میں آنے اور جانے سے متعلق امام احمد رضا محدث بریلوی کے دو فتوے شامل ہیں۔ جن میں اہم سوالات کے فاضلانہ، محققانہ اور مدبرانہ جوابات دیے گئے ہیں، دورِ جدید کا شاید ہی کوئی مفتی ان سوالات کا اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ جواب دے سکے۔ اس رسالے کا تاریخی نام "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال" ہے۔

محدث بریلوی رحمہ اللہ نے سوالات کے جوابات میں تفصیلی تحقیق فرمائی ہے اور مختلف اقوال پیش کرتے ہوئے اپنا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ یہاں ہم مختصراً سوال کے ساتھ ساتھ محدث بریلوی کے جوابات تحریر کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام بھی الجھن کے بغیر اصل حقائق سے باخبر ہو جائیں۔

سوال: استقرارِ نطفہ زکیہ کس ماہ و تاریخ میں ہوا؟

جواب: ۱۲ ذی الحجہ۔

سوال نمبر۲: دن کیا تھا؟

جواب: شبِ جمعۃ المبارک۔

سوال نمبر۳: مدت حمل شریف کس قدر تھی؟

جواب: ۹ مہینے۔

سوال نمبر۴: ولادت شریف کا دن کیا ہے؟

جواب: دوشنبہ (پیر)

سوال نمبر۵: کیا مہینہ تھا؟

جواب: ماہ ربیع الاول۔

سوال نمبر۶: کونسی تاریخ تھی؟

جواب: ۸ ربیع الاول۔

سوال نمبر: وصال شریف کی تاریخ کیا تھی؟

جواب: ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ (پیر) مطابق ۸ جون ۶۳۲ء۔

اس رسالے میں مندرجہ بالا سوالات پر فاضلانہ اور محققانہ بحث سے حدیث و سیرت پر محدث بریلوی کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے سیرت کے ان گوشوں پر شاید ہی کسی سیرت نگار نے اس تفصیل سے بحث کی ہوگی۔ محدث بریلوی نے سیرت پر اتنا کچھ لکھ دیا ہے اور سیرت سے متعلق ایسے حقائق بیان کر دیے ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو خود سیرت نگار حیران رہ جائیں۔ کوئی صاحب ہمت محقق اس طرف توجہ فرمائیں۔

بلاشبہ کسی بھی مسئلے میں مختلف آراء کی روشنی میں بحث کر کے نتائج اخذ کرنا علماء و محققین کے لیے فائدے سے خالی نہیں مگر خالی الذہن اور کم علم قاری کے لیے مناسب یہ ہے کہ ایسے مباحث کا لب لباب پیش کر دیا جائے اس سلسلے میں فقیر کی تجویز یہ ہے کہ محدث بریلوی رحمہ اللہ کے علمی رسائل کی تلخیص و تسہیل کر کے سادہ اردو میں عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ جو بات بیسیوں صفحات میں کہی گئی ہے وہ چند صفحوں میں بیان کر دی جائے اس طرح عام قاری بڑی آسانی کے ساتھ محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات سے مستفید ہو سکے گا۔ اگر یہ سلسلہ جاری کیا گیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ برسوں چلتا رہے گا اور اس کے بہت ہی مفید اثرات مرتب

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے :

هوالمشهور عند الجمهور[1] جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔(ت)

اسی میں ہے : هوالذی علیه العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ت)—

شرح الہمزیہ میں ہے : هوالمشهور وعلیه العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ت)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیه اجمع اهل الزیجات واختاره ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی الله تعالٰی عنهم وبالاول صدر مغلطائی واعتمده الذهبی فی تهذیب التهذیب تبعا للمزی وحکم الشهور بقیل وصحح الدمیاطی عشرا خلت اقول وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطیة عام ولادته صلی الله تعالٰی علیه وسلم یوم الخمیس فکانت غرة شهر الولادة الکریمة الوسطیة یوم الاحد والهلالیة یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشهر، ولهذا اجمع

اگرچہ اکثر محدثین ومورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم وحمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ اقول (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرۂ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرۂ وسطیہ بروز اتوار اور غرۂ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲

[2] " " " " " " " " " " " " " " " " " " "

[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

۲۶

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

الجواب

قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے، ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت کی:

قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول[1]

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے:

الذی عند ابن اسحٰق والجمہور انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول[2]

امام ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال اقدس ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا۔ (ت)

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے:

قول الجمہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول[3]

جمہور کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔ (ت)

خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

توفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ضحٰی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ[4]

نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول شریف ۱۱ھ بروز پیر دوپہر کے وقت ہوا جس وقت آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ (ت)

---

[1] الطبقات الکبرٰی ابن سعد ذکر کم مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۲/ ۲۷۲

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ آخر البعوث النبویۃ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۱۰

[3] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد العاشر " " ۸/ ۲۵۰

[4] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ذکر وقت موتہ علیہ السلام مؤسسۃ شعبان بیروت ۲/ ۱۶۲

فتاوی رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

۲۶

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر

ہزارہا فقہی مسائل اور اسلامی و دینی معلومات کا خزینہ

مجموعة الفتاوى

انوارِ شریعت

حصہ اول تا ہشتم

جلد اول

از افادات

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ
حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ
صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ
مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین ملتانی صاحب قدس سرہ

مرتبہ
مفتی محمد اسلم قادری رضوی صلوی

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

الجواب بعون اللہ الوہاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

۱- وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علماء اسلام کو کافر کہا ہے کذب محض وافتراء خالص ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریات دین کے منکر ہوئے ایسوں کو قرآن وحدیث اور تمام امت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہ دیا نصوص نقل فرمائیں جن کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہ دیا اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے ان امور کا کفر ہونا اور ان کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب "بسط البنان" میں لکھتے ہیں:

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم ﷺ کی۔"

اور وہی یہ بات کہ جو اعلیٰحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اس کو وہ کافر جانتے ہیں یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریات دین میں جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے جو توحید مانے رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو وہ کافر۔ توحید ورسالت دونوں کو تسلیم کرے قرآن کا منکر ہو تو کافر غرض کسی ایک امر ضروری سے یعنی انکار کرے کافر ہے مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔ حدیث جبریل میں ہے:

"قال ان تومن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ"

یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کو مانے اور اس کی تقدیر خیر وشر پر ایمان لائے تو جو ان امور میں ہمارا ہم عقیدہ ہے مومن ہے اور جو ان میں ایک میں بھی ہم عقیدہ نہیں اس کو حقیقت ایمان ہی حاصل نہیں مومن نہیں کافر ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

۲- یہ قطعاً غلط ہے کہ حسام الحرمین میں وہابیہ کی عبارات میں قطع برید کر کے کفری معنی پہنائے گئے ہوں عبارتیں بلفظ نقل کی گئی ہیں۔ انہی پر فتویٰ لیا گیا ہے انہیں کو علماء حرمین طیبین نے کفر فرمایا ہے البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب میں تھیں تو ان کو اختصار کے لئے یکجا کر کے لکھ دیا ہے ان میں سے ہر ایک عبارت وہ کفری معنی رکھتی ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی جدید معنی پیدا نہیں کئے گئے یہ محض افتراء ہے اور ہر شخص حسام الحرمین کے نقول کو اصل کتابوں سے ملا کر اطمینان کر سکتا ہے البتہ وہابیہ کی کتاب "التلبیسات لدفع التصدیقات" "یقیناً اسم باسمیٰ" ہے اس میں تلبیس کی گئی ہے اور چالاکیاں

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے :

هو المشهور عند الجمهور[1] جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ (ت)

اسی میں ہے : هو الذی علیه العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ت) ــــــ

شرح الهمزیہ میں ہے : هو المشهور وعلیه العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ت)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی :

وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیه اجمع اهل الزیجات واختاره ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی الله تعالٰی عنهم وبالاول صدر مغلطائی واعتمده الذهبی فی تهذیب التهذیب تبعا للمزی وحکم المشهور بقیل وصحح الدمیاطی عشر اخلت **اقول** وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطیة عام ولادته صلی الله تعالٰی علیه وسلم یوم الخمیس فکانت غرة شهر الولادة الکریمة الوسطیة یوم الاحد والهلالیة یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشهر ولذا اجمع

اگرچہ اکثر محدثین ومورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی ، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم وحمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرۂ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہِ ولادتِ کریمہ کا غرۂ وسطیہ بروز اتوار اور غرۂ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲

[2] " " " " " " " " " " " " " " " " " "

[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰



حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت ووصال پر ہلال کی گواہی

نطق الهلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

تصنیف لطیف :-

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

پانچواں باب

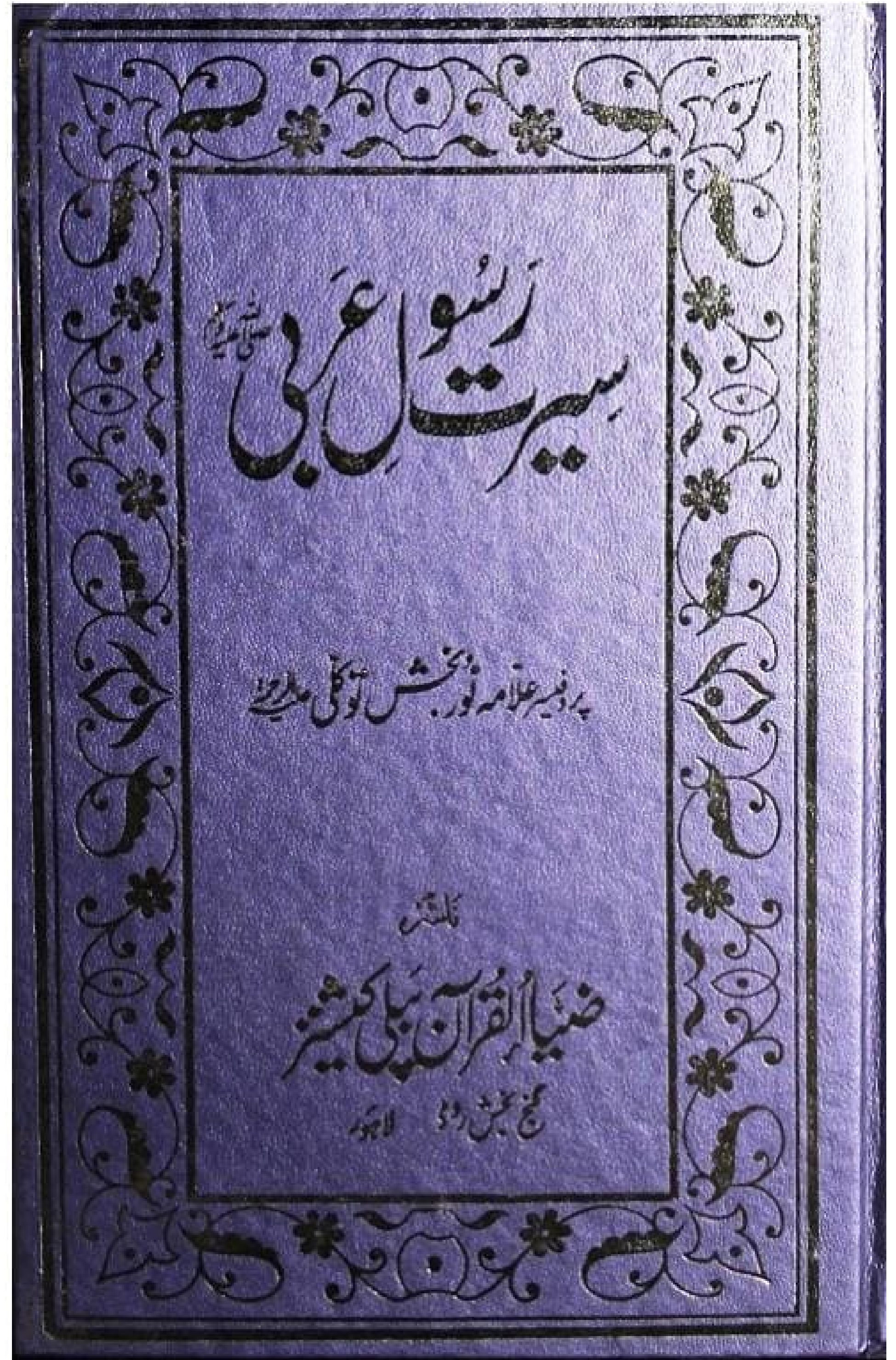
وفات شریف و حلیہ مبارک کا بیان

ماہ صفر ۱۱ھ کے اخیر عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ اور ماہ ربیع الاول میں وصال فرما گئے۔ وصال شریف کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وفات شریف ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ جمہور کے نزدیک ربیع الاول کی بارھویں تاریخ تھی۔ ماہ صفر کی ایک یا دو راتیں باقی تھیں کہ مرض کا آغاز ہوا جسے تاریخ وصال یکم ربیع الاول بتاتے ہیں۔ بنا بر قول حضرت سلیمان تیمی ابتدائے مرض یوم شنبہ ۲۲ ماہ صفر کو ہوئی۔ اور وفات شریف یوم دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو ہوئی حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ ابو مخنف کا قول ہی معتمد ہے کہ وفات شریف ۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ دوسروں کی غلطی کی وجہ یہ ہوئی کہ ثانی کو ثانی عشر خیال کر لیا گیا۔ پھر اسی وہم میں بعضوں نے بعض کی پیروی کی۔ (۱)

حضرت زید بن حارثہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے انتقام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض ہی میں فوج تیار کی اور اپنے دست مبارک سے جھنڈا تیار کیا۔ اور حضرت زید کے صاحب زادے حضرت اسامہ کو اس فوج کا سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ مقام ابنیٰ میں پہنچ کر رومیوں سے جہاد کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایام مرض ہی میں حضرت فیروز دیلمی نے اسود عنسی مدعی نبوت کو قتل کر ڈالا۔ حضور نے مدینہ میں اس حال کی خبر دی اور فرمایا فاز فیروز۔ (فیروز کامیاب ہو گیا) وفات شریف سے پہلے جو پنج شنبہ تھا اس میں قصہ قرطاس وقوع میں آیا جس کو فقیر نے "تحفہ شیعہ میں" بالتفصیل لکھا ہے۔ اسی روز حضور نے اپنے اصحاب کرام کو تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔

۱۔ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔

۲۔ ملوک و امرا کے ایلچی جو تمہارے پاس آیا کریں۔ ان کو جائزہ و انعام دیا کرنا جیسا کہ میں دیا کرتا تھا۔



الجواب

قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے، ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی:

قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول[1]

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے:

الذی عند ابن اسحٰق والجمہور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول[2]

امام ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال اقدس ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا۔ (ت)

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے:

قول الجمہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول[3]

جمہور کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔ (ت)

خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے:

توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ضحیٰ فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ[4]

نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول شریف ۱۱ھ بروز پیر دوپہر کے وقت ہوا جس وقت آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ (ت)

---

[1] الطبقات الکبرٰی ابن سعد ذکرکم مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۲/ ۲۷۲

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ آخر البعوث النبویۃ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۱۰

[3] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر " " ۸/ ۲۵۰

[4] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ذکر وقت موتہ علیہ السلام موسسۃ شعبان بیروت ۲/ ۱۶۶

فتاوٰی رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

[illegible]

۲۶

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

الجواب

قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے، ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہما امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت کی:

قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول[1]

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے:

الذی عند ابن اسحٰق والجمہور انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول[2]

امام ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا وصال اقدس ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا۔ (ت)

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے:

قول الجمہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول[3]

جمہور کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔ (ت)

خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم میں ہے:

توفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ[4]

نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول شریف ۱۱ھ بروز پیر دوپہر کے وقت ہوا جس وقت آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ (ت)

---

[1] الطبقات الکبرٰی ابن سعد ذکر کم مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۲/ ۲۷۲
[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ آخر البعوث النبویۃ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۱۰
[3] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد العاشر " " " ۸/ ۲۵۰
[4] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ذکر وقت موتہ علیہ السلام موسسۃ شعبان بیروت ۲/ ۱۶۲

فتاوٰی رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

۲۶

رضا فاؤنڈیشن

جامع نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے :

ھو المشھور عند الجمھور[1] جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔(ت)

اسی میں ہے : ھو الذی علیہ العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ت)

شرح الھمزیہ میں ہے : ھو المشھور وعلیہ العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ت)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیہ اجمع اھل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنھم وبالاول صدر مغلطائی واعتمدہ الذھبی فی تھذیب التھذیب تبعا للمزی وحکم الشھور بقیل وصحح الدمیاطی عشرا خلت **اقول** وحاسبنا فوجدنا غرۃ المحرم الوسطیۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الخمیس فکانت غرۃ شھر الولادۃ الکریمۃ الوسطیۃ یوم الاحد والھلالیۃ یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشھر ولذا اجمع

اگرچہ اکثر محدثین و مورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم و حمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہِ ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲

[2] " " " " " " " " " " "

[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰

فتاوٰی رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۲۶

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

المستفتی، محمد عبدالحمید سنی حنفی، خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، بگھپور شریف ڈاکخانہ جلال پور، ضلع فیض آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الوہاب : نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ

وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے علمائے اسلام کو کافر کہا، کذب محض وافترائے خالص ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اُن مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن وحدیث اور تمام امت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰحضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا، نصوص نقل فرمائی ہیں۔ جن کا آجتک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے۔ اُن امور کا کفر ہونا اور اُن کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں:۔

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اُس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تکذیب کرتا ہے۔ نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔"

رہی یہ بات کہ جو اعلیٰحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ اس کو وہ کافر جانتے ہیں۔ یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ ایمانیات اور ضروریاتِ دین میں جو اُس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ توحید مانے، رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو۔ وہ کافر۔ توحید ورسالت دونوں کو تسلیم کرے، قرآن کا منکر ہو، تو کافر غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے، کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ

الصوارم الہندیہ

ترتیب

مناظر اسلام مولانا حشمت علیخان قادری رضوی لکھنوی

مع

التحقیقات لدفع التلبیسات

از

مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی

کا پانی سوڈے کی بوتل۔ دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو، یا جیسے مناسب جانو
مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔

(۱۳) تجھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خاں کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل ہیں شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں ضرور رعایت سے ان کی غلط فہمی پر ان پر ان کی اطاعت و محبت واجب تھی اور ان پر ان سے محبت و شفقت لازم جو اس کے خلاف کریگا اس سے میری روح ناراض ہوگی۔

(۱۴) رضا حسنین حسین میں اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ توفیق دے۔ والسلام ۱۳ صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر یہ وصیت وصایا نامہ لکھا گیا

دستخط

بقلم خود بحالت صحت حواس واللہ شہید وللہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علی شفیع المذنبین و آلہ الطیبین و صحبہ المکرمین وابنہ و حزبہ الی ابد الآبدین آمین والحمد للہ رب العلمین۔

مجدد مائۃ حاضرہ

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں خود تحریر فرمائی ہیں ان کا ذکر یہاں ضروری ہے لہذا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ مخدومی عالیجناب صاحبزادہ مولانا سید محمد صاحب اشرفی کا وہ مضمون جو تاریخوں پر مشتمل ہے پورا درج کر دوں۔

مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ معمول دستور العمل

یعنی

حضور پرنور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

وصایا شریف

جسکو

جناب مولانا مولوی حسنین رضا خان صاحب نے بعض ضروری حالات کے ساتھ مرتب کیا

اور جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی نے اپنے صرف سے

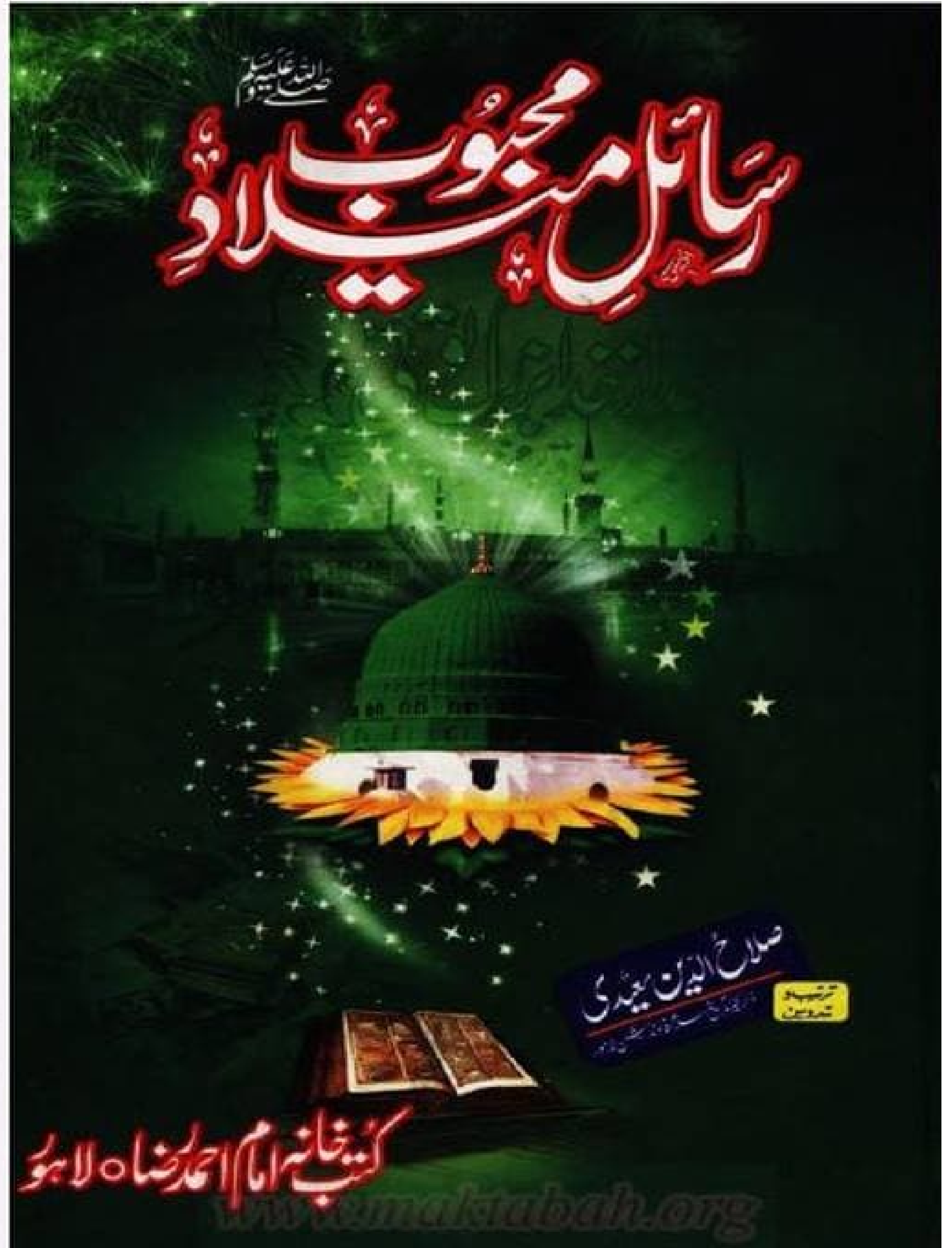
المطبع ابو العلائی پرنٹنگ پریس [illegible] میں چھپوایا

3/-

کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر/ دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳'۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ



فخرِ اہلِ سنت حضرت مولانا علامہ محمد نور بخش توکلی قدس سرہ

مولانا نور بخش توکلی ۱۳۰۵ھ/۱۸۷۷ء میں کوچک قاضیاں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا۔ علوم دینیہ سے والہانہ محبت کا عالم یہ تھا کہ میونسپل بورڈ کالج کے پروفیسر ہونے کے باوجود مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کے پاس حاضر ہوتے اور طلباء کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس لیتے۔

جن دنوں آپ محمڈن سکول انبالہ کے ہیڈ ماسٹر تھے حضرت خواجہ توکل شاہ رحمہ اللہ تعالےٰ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ مولانا مرحوم سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ آپ ہی کی مساعیٔ جمیلہ سے متحدہ ہندو پاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔

آپ ایک عرصہ تک جامعہ نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیمات رہے اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج کے شعبۂ عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ کچھ مدت کے بعد کالج سے مستعفی ہوگئے۔ حضرتِ علامہ نے تصانیف کا قابلِ قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، تصانیف مندرجہ ذیل ہیں :-

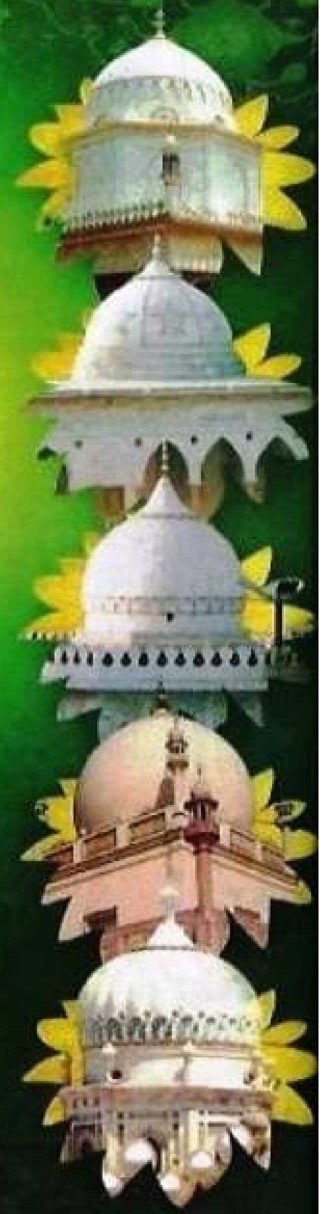
۱۔ الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر روافض اور غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب)

۲۔ سیرتِ رسولِ عربی
۳۔ تحفۂ شیعہ، دو جلد (ردِّ شیعہ)
۴۔ سیرتِ غوثِ اعظم
۵۔ شرح قصیدہ بردہ عربی
۶۔ " " " " اردو
۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبند۔

تذکرہ
اکابرِ اہلسنّت

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

نوری کتب خانہ۔ لاہور



کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر/دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳، ۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

رسائلِ میلادِ محبوب ﷺ



مکتبہ امام احمد رضا ۔ لاہور

کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباضِ قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳' ۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

رسائلِ میلادِ محبوب ﷺ





ترتیب و تدوین
صلاح الدین سعیدی

کتب خانہ امام احمد رضا ۔ لاہور

ہونا چاہیے اور اس کے مناسب بیان میں مرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم کو ہدایت دی اور اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ بیشک ہمارے رب کے رسول حق بات لائے ہیں۔

آپ کا بزرگ محبت نامہ جو از روئے کرم کے اس حقیر کے نام لکھا ہوا تھا پہنچا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی جَزَاکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ خَیْرًا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

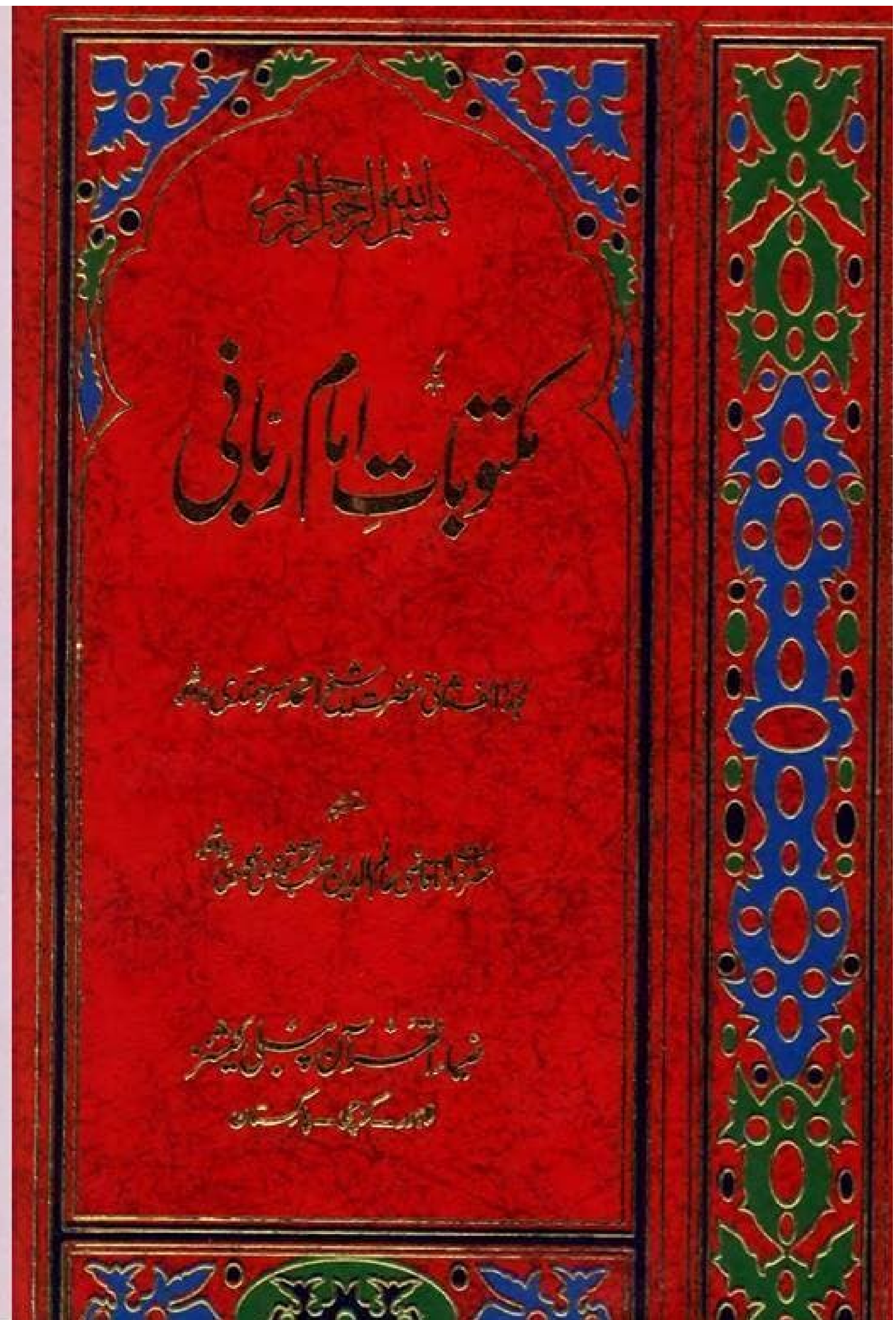
آپ کو لکھا جا چکا تھا کہ سماع کے منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے۔ جو نعتیہ قصیدوں اور غیر نعتیہ شعروں کے پڑھنے سے مراد ہے۔ لیکن برادر عزیز میر محمد نعمان اور بعض اس جگہ کے یار جنہوں نے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس مجلس مولود خوانی سے بہت خوش ہیں ان پر مولود نہ سننا اور ترک کرنا بہت مشکل ہے۔

میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کا کچھ بھروسہ ہوتا۔ تو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طرق میں سے کسی ایک طریق کا لازم پکڑنا عبث معلوم ہوتا۔ کیونکہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنی خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا۔ خواہ وہ واقعات و منامات پیر کے طریقہ کے موافق ہوتے یا نہ ہوتے اور خواہ پیر کے پسند ہوتے یا نہ ہوتے۔ اس تقدیر پر سلسلہ پیری و مریدی درہم برہم ہو جاتا اور ہر بوالہوس اپنی وضع پر مستقل و برقرار ہو جاتا۔ حالانکہ مرید صادق ہزارہا واقعات کو اپنے پری کے باوجود نیم جو کے ساتھ نہیں خریدتا اور طالب رشید حضور پیر کی بدولت منامات کو اضغاث احلام یعنی جھوٹی خوابیں جانتا ہے اور کچھ التفات ان کی طرف نہیں کرتا شیطان لعین بڑا بھاری دشمن ہے۔ جب منتہی اس کے مکر سے امن میں نہیں ہیں اور اس کے مکر سے ترساں و لرزاں ہیں تو پھر متوسطوں اور مبتدیوں کا کیا ذکر ہے۔

حاصل کلام یہ کہ منتہی محفوظ ہیں اور شیطان کے غلبہ سے بچے ہوئے ہیں۔ برخلاف مبتدیوں اور متوسطوں کے۔ پس ان کے واقعات اعتماد کے لائق نہیں ہیں اور نہ ہی دشمن کے مکر سے محفوظ ہیں۔

سوال: وہ واقعہ جس میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں وہ صادق ہے اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ ہے۔ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِصُوْرَتِہٖ کَمَا وَرَدَ (کیونکہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت سے متمثل نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے) پس یہ واقعات جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں صادق اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ ہیں؟

جواب: صاحب فتوحات مکیہ فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صورت



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکان عالی پر بیٹھنا خوشبو لگانا تعظیم و نظر رکھنا مستحب ہے مدارج النبوۃ اور شرح مواہب وغیرہ سے یہ بات ظاہر ہے اور معلوم ہے سب کو یہ بات کہ محفل مولد شریف میں احادیث و معجزاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اُس میں اس قسم کے آداب کئے جاتے ہیں پس یہاں تک تو محفل مولد شریف فعل خیر القرون میں داخل اور سنت میں شامل ہے —— باقی رہا درود و سلام و مدح کھڑے ہو کر پڑھنا تعظیماً اس کی اصل بھی مجتہدوں سے ثابت ہے یعنی احمد بن حنبل کے استاد یحییٰ بن سعید منارۂ مسجد سے پشت لگا کر بیان کرنا شروع کرتے تھے اور بڑے بڑے عالم مجتہد محدث مثل علی ابن مدینی اور ابن خالد اور امام احمد وغیرہ کھڑے رہتے تھے اور تحقیق کرتے حدیثیں اور کوئی ان کی ہیبت اور جلال سے بیٹھ نہ سکتا تھا یہ حال فتاویٰ برہنہ میں موجود ہے ان محدثوں اور مجتہدوں کے فعل سے ثابت ہو گیا اگر کوئی شخص ذکرِ رسول کھڑا ہو کر کرے ہے اور حضرت حسان منبر پر کھڑے ہو کر اشعار پڑھا کرتے تھے اور فخر بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، لیکن قاری اور سامعین اول سے آخر تک کھڑا رہنے میں مشقت سمجھ کر کہ ہر کسی کو کھڑا رہنا دشوار ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس اسی قدر میں کھڑے ہو جاتے ہیں جس میں اصل ولادت شریف کا ذکر ہوتا ہے کہ یہ جلسہ اسی کی فرحت و سرور کا ہے۔

الحاصل امور مندرجہ مجلس میلاد کا ثبوت مجتہدین مطلق کے قواعد و اعمال سے ہو گیا اور جس وقت ملک ابو سعید مظفر نے محفل مولد شریف کا سامان کیا اور مفتیان دین میں اس مسئلہ کا ۶۰۴ھ میں اعلان کیا اُس وقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق موجود نہ تھا لیکن مجتہدین کے چند طبقہ میں اُن میں سے ایک مجتہدین فی المسائل ہوتے ہیں کہ قوت نظریہ اُن کی قوی ہوتی ہے اور اپنے امام کی اصل پر

انوارِ ساطعہ

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا عبد السمیع انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ

لاہور

الاعْتِصَام

تأليف

أبو إسحاق إبراهيم بن موسى بن محمد الغرناطي الشاطبي
المتوفى سنة ٧٩٠هـ

تحقيق

سليم بن عيد الهلالي

المجلد الأول

دار ابن عفان

الشريعة، وإذا ثبت جزئيٌّ في المصالح المرسلة؛ ثبت مطلق المصالح المرسلة.

فعلى هٰذا لا ينبغي أن يسمى علم النحو أو غيره من علوم اللسان أو علم الأصول أو ما أشبه ذٰلك من العلوم الخَادمة للشريعة بدعة أصلاً.

ومن سمَّاه بدعة: فإما على المجاز؛ كما سمى عمر بن الخطاب رضي الله عنه قيام الناس في ليالي رمضان بدعة، وإما جهلاً بمواقع السنة والبدعة، فلا يكون قول من قال ذٰلك معتدّاً به، ولا معتمداً عليه.

* وقوله في الحد: «تضاهي الشرعية»؛ يعني أنها تشابه الطريقة الشرعية من غير أن تكون في الحقيقة كذٰلك، بل هي مضادَّة لها من أوجه متعدِّدة:

ـ منها: وضع الحدود؛ كالناذر للصيام قائماً لا يقعد ضاحياً لا يستظل، والاختصاص في الانقطاع للعبادة، والاقتصار من المأكل والملبس على صنف دون صنف من غير علة.

ـ ومنها: التزام الكيفيات والهيئات المعينة؛ كالذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد، واتخاذ يوم ولادة النبي ﷺ عيداً، وما أشبه ذٰلك.

ـ ومنها: التزام العبادات المعيَّنة في أوقات معينة لم يوجد لها ذٰلك التعيين في الشريعة؛ كالتزام صيام يوم النصف من شعبان وقيام ليلته.

وثَمَّ أوجهٌ تضاهي بها البدعة الأمور المشروعة، فلو كانت لا تضاهي الأمور المشروعة؛ لم تكن بدعة؛ لأنها تصير من باب الأفعال العادية.

وأيضاً؛ فإن صاحب البدعة إنما يخترعها ليضاهي بها السنة حتى

المدخل

لابن الحاج

أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدرى

المالكى الفاسى

المتوفى فى ٧٣٧ هجرية

الجزء الثانى

مكتبة دار التراث

٢٢ شارع الجمهورية - القاهرة

مشيهم على كتاب الله تعالى وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم وترك اللعب والمراء والجدال والخلطة والجوع والقيل والقال هذه طريقة القوم الصادقين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين . فانظر رحمنا الله واياك الى مخالفة السنة ما أشنعها وما أقبحها وكيف تجر الى المحرمات . ألا ترى أنهم لما خالفوا السنة المطهرة وفعلوا المولد لم يقتصروا على فعله بل زادوا عليه ماتقدم ذكره من الأباطيل المتعددة فالسعيد السعيد من شد يده على امتثال الكتاب والسنة والطريق الموصلة الى ذلك وهى اتباع السلف الماضين رضوان الله عليهم أجمعين لأنهم أعلم بالسنة منا اذ هم أعرف بالمقال وأفقه بالحال . وكذلك الاقتداء بمن تبعهم باحسان الى يوم الدين وليحذر من عوائد أهل الوقت وممن يفعل العوائد الرديئة وهذه المفاسد مركبة على فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلا منه وعمل طعاما فقط ونوى به المولد ودعا اليه الاخوان وسلم من كل ماتقدم ذكره فهو بدعة بنفس نيته فقط اذ أن ذلك زيادة فى الدين وليس من عمل السلف الماضين واتباع السلف أولى بل أوجب من أن يزيد نية مخالفة لما كانوا عليه لأنهم أشد الناس اتباعا لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعظيما له ولسنته صلى الله عليه وسلم ولهم قدم السبق فى المبادرة الى ذلك ولم ينقل عن أحد منهم أنه نوى المولد ونحن لهم تبع فيسعنا ماوسعهم . وقد علم أن اتباعهم فى المصادر والموارد كما قال الشيخ الامام أبو طالب المكى رحمه الله تعالى فى كتابه وقد جاء فى الخبر (لاتقوم الساعة حتى يصير المعروف منكرا والمنكر معروفا) انتهى . وقد وقع ما قاله عليه الصلاة بسبب ماتقدم ذكره وما سيأتى بعد لانهم يعتقدون أنهم فى طاعة ومن لا يعمل عملهم يرون أنه مقصر بخيل فانا لله وانا اليه راجعون . وقال أيضا وقد قال بعض الأدباء كلاما منظوما فى وصف زماننا هذا كأنه شاهده

ذهب الرجال المقتدى بفعالهم والمنكرون لكل أمر منكر

المدخل

لابن الحاج

أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدرى
المالكى الفاسى
المتوفى فى ٧٣٧ هجرية

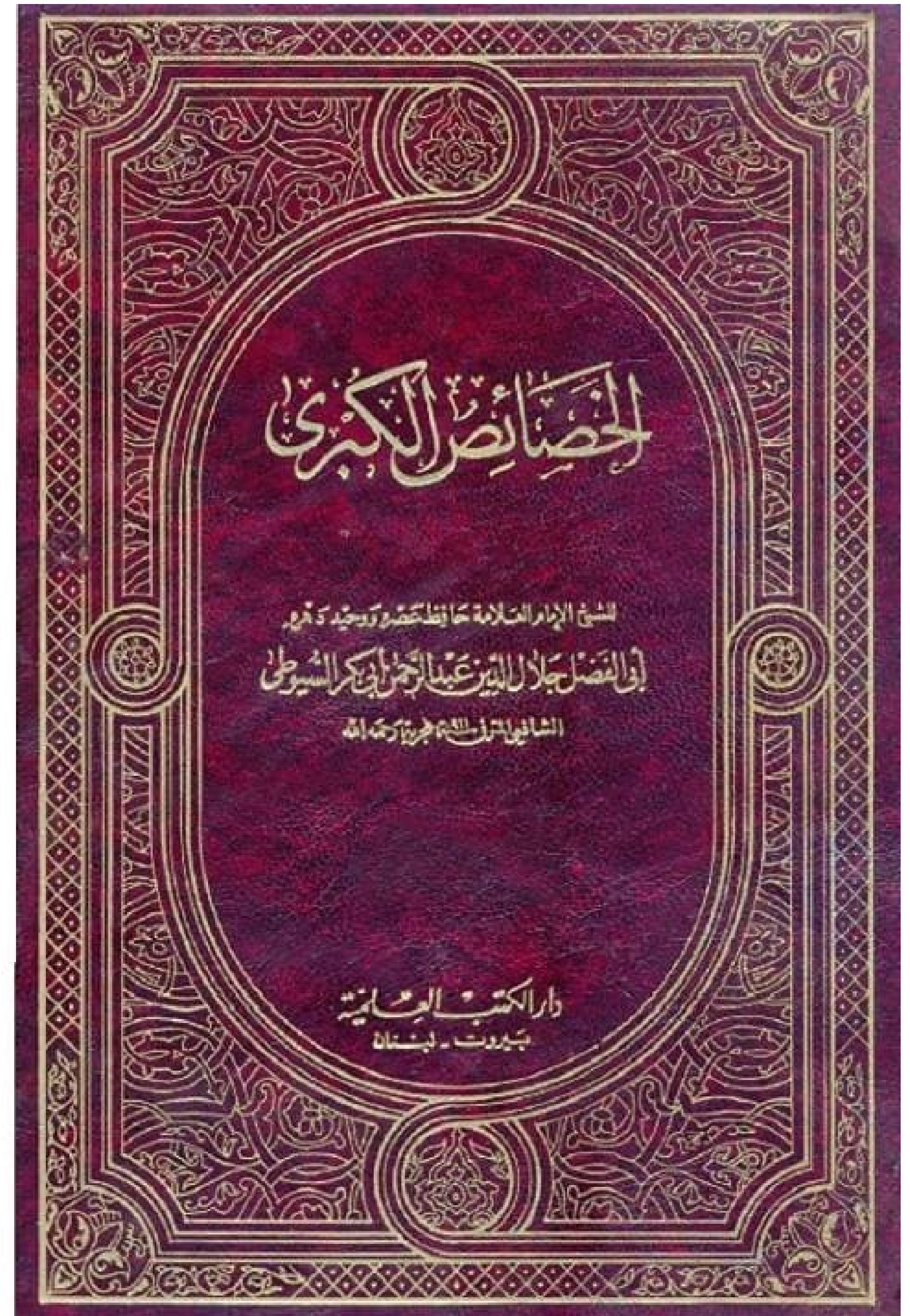
الجزء الثانى

مكتبة دار التراث
٢٢ شارع الجمهورية ـ القاهرة

بسم الله الرحمن الرحيم

فصل فى المولد

ومن جملة ماأحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات واظهار الشعائر مايفعلونه فى شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة . فمن ذلك استعمالهم المغانى ومعهم آلات الطرب من الطار المصرصر والشبابة وغير ذلك مما جعلوه آلة للسماع ومضوا فى ذلك على العوائد الذميمة فى كونهم يشتغلون فى أكثر الأزمنة التى فضلها الله تعالى وعظمها ببدع ومحرمات ولا شك أن السماع فى غير هذه الليلة فيه مافيه . فكيف به اذا انضم الى فضيلة هذا الشهر العظيم الذى فضله الله تعالى وفضلنا فيه بهذا النبى صلى الله عليه وسلم الكريم على ربه عز وجل . وقد نقل ابن الصلاح رحمه الله تعالى أن الاجماع منعقد على أن آلات الطرب اذا اجتمعت فهى محرمة . ومذهب مالك رحمه الله أن الطار الذى فيه الصراصر محرم وكذلك الشبابة ويجوز الغربال لاظهار النكاح . فآلة الطرب والسماع أى نسبة بينها وبين تعظيم هذا الشهر الكريم الذى من الله تعالى علينا فيه بسيد الأولين والآخرين . فكان يجب أن يزاد فيه من العبادات والخير شكرا للمولى سبحانه وتعالى على ماأولانا من هذه النعم العظيمة وان كان النبى صلى الله عليه وسلم لم يزد فيه على غيره من الشهور شيئاً من العبادات وما ذاك الا لرحمته صلى الله عليه وسلم بأمته ورفقه بهم لأنه عليه الصلاة والسلام كان يترك العمل خشية أن يفرض على أمته رحمة منه بهم كما وصفه المولى سبحانه وتعالى فى كتابه حيث قال بالمؤمنين رؤف رحيم . لكن أشار عليه الصلاة والسلام



سبع مرات، ثم ختم بين كتفيه بالخاتم، ولفه في الحريرة، ثم حمله فأدخله بين اجنحته ساعة ثم رده إليّ.

وأخرج ابو نعيم بسند ضعيف عن العباس قال: لما ولد اخي عبد الله وهو اصغرنا [1] كان في وجهه نور يزهر كنور الشمس فقال أبوه: ان لهذا الغلام لشأناً فرأيت في منامي انه خرج من منخره طائر أبيض فطار فبلغ الشرق والغرب، ثم رجع حتى سقط على الكعبة، فسجدت له قريش كلها، ثم طار بين السماء والأرض، فأتيت كاهنة بني مخزوم فقالت لي: لئن صدقت رؤياك ليخرجن من صلبه ولد يصير أهل المشرق والمغرب له تبعاً، فلما ولدت آمنة قلت لها: ما الذي رأيت في ولادتك؟ قالت: لما جاءني الطلق واشتد بي الأمر سمعت جلبة وكلاماً لا يشبه كلام الآدميين، ورأيت علماً من سندس على قضيب من ياقوت قد ضرب ما بين السماء والارض، ورأيت نوراً ساطعاً من رأسه حتى بلغ السماء، ورأيت قصور الشامات كلها شعلة نار، ورأيت قربي سرباً من القطاء قد سجدت له ونشرت أجنحتها، ورأيت تابعة سعيرة الأسدية قد مرت وهي تقول: ما لقي الأصنام والكهان من ولدك هذا. هلكت سعيرة والويل للاصنام، ورأيت شاباً من اتم الناس طولاً وأشدهم بياضاً فأخذ المولود مني فتفل في فيه ومعه طاس من ذهب، فشق بطنه شقاً، ثم اخرج قلبه فشقه شقاً، فأخرج منه نكتة سوداء فرمى بها، ثم أخرج صرة من حرير أخضر ففتحها، فإذا فيها شيء كالذريرة البيضاء، فحشاه، ثم اخرج صرة من حرير أبيض ففتحها، فاذا فيها خاتم فضرب على كتفه كالبيضة، وألبسه قميصاً فهذا ما رأيت.

قلت: هذا الاثر والاثر ان قبله فيها نكارة شديدة ولم أورد في كتابي هذا اشد نكارة منها، ولم تكن نفسي لتطيب بايرادها لكني تبعت الحافظ ابا نعيم في ذلك.

---

(١) هذا يخالف ما أجمع عليه أهل التاريخ ان العباس كان أكبر من النبي ﷺ بسنتين او ثلاث سنين، ولعل العباس روى هذه القصة عن أخ له آخر اكبر من عبد الله فاختلطت على الراوي، والله أعلم.

مات أبو الخطاب في ربيع الأول سنة ٦٣٣، انتهى.

[٢٩٥:٤] وقد تقدمت الإشارة إلى أن الكامل عزله بسبب اختلاطه، في ترجمة / أخيه عثمان [٥١٠٥].

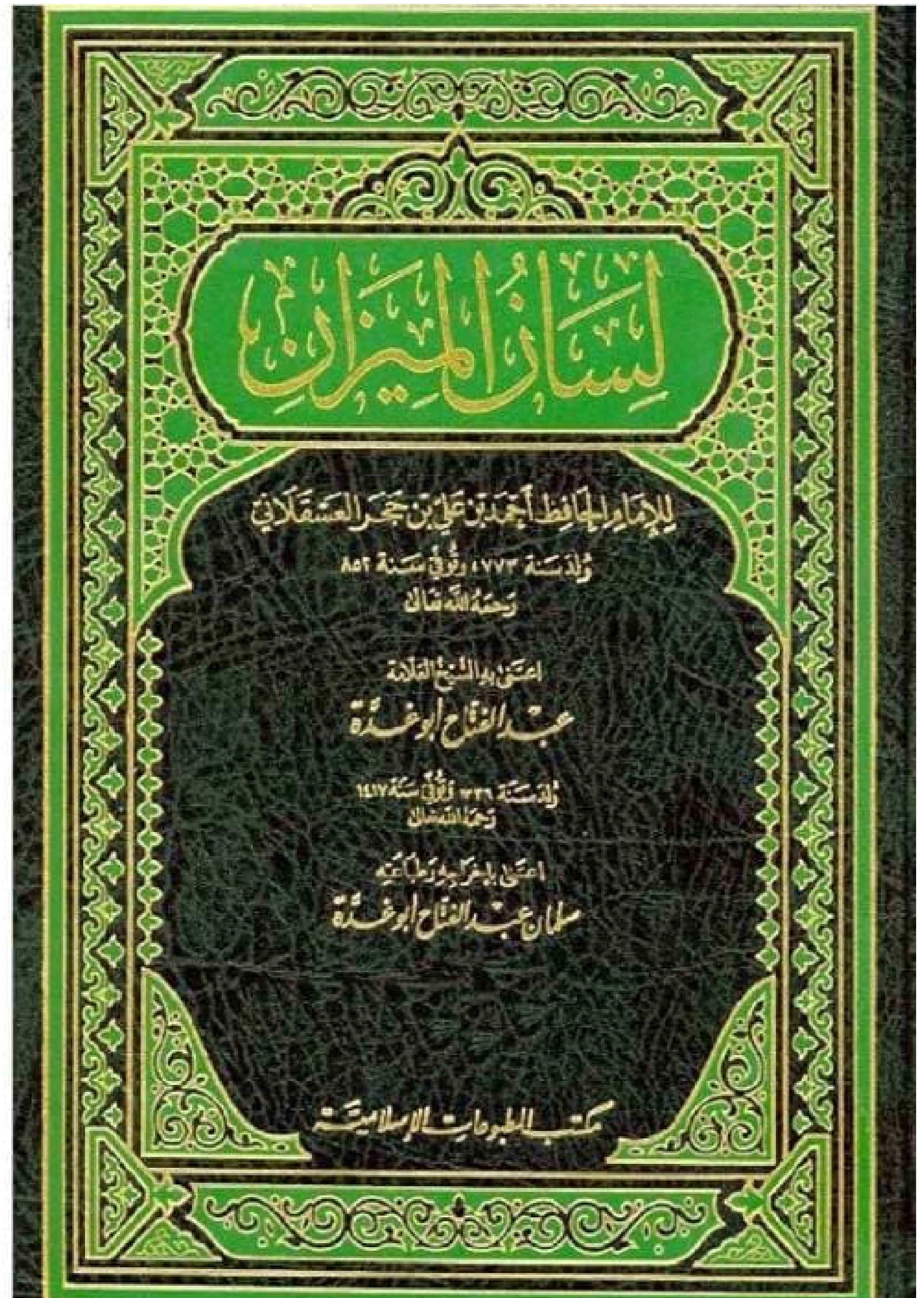
وفي «تاريخ» ابن جرير، في حوادث سنة ١٢٦: فيها نَدَب يزيد بن الوليد لولاية العراق عبدَ العزيز بن هارون بن عبد الله بن دحية بن خليفة الكلبي، فأبى. فهذا يدل على غَلَط من زعم أن دحية لم يُعْقِب.

وقال ابن النجار: رأيت الناس مُجْمِعين على كذبه، وضعفه، وادّعائه سماع ما لم يسمعه، ولقاء مَنْ لم يلقه، وكانت أمارات ذلك عليه لائحة. وحدثني بعض المصريين قال: قال لي الحافظ أبو الحسن بن المفضَّل، وكان من أئمة الدين، قال: كنا بحضرة السلطان في مجلس عام، وهناك ابن دحية، فسألني السلطان عن حديث، فذكرته له، فقال لي: من رواه؟ فلم يحضُرني إسناده في الحال، فانفصلنا.

فاجتمع بي ابن دحية في الطريق، فقال لي: ما ضَرَّك لمّا سألك السلطانُ عن إسناد ذاك الحديث، لِمَ لَمْ تذكر له أيَّ إسناد شئت؟ فإنه ومَنْ حضر مجلسه، لا يعلمون هل هو صحيح أم لا؟ وكنتَ قد رَبِحْتَ قولك: لا أعلم، وتعظُم في عينه وعين الحاضرين، قال: فعلمت أنه متهاون جريء على الكذب.

قال ابن النجار: وذكر أنه سمع كتاب «الصِّلة» لابن بشكوال من مصنفه، وكان القلبُ يأبى سماع كلامه، ويشهد ببطلان قوله، وكان الكامل يعظِّمه ويحترمه، ويعتقد فيه، ويتبرّك به، حتى سمعت أنه كان يسوّي له المداسَ إذا قام.

قال: وكان صديقنا إبراهيم السنهوري دخل إلى الأندلس، فذكر لمشايخها حالَ ابن دحية وما يدّعيه، فأنكروا ذلك، وأبطلوا لقاءه لهم، وأنه إنما



اشتغل بالطلب أخيراً، وأن نسبَه ليس بصحيح. وكتب السنهوري بذلك مَحْضَراً، وأخذ خطوطَهم فيه، فعَلِم ابنُ دحية بذلك، فشكاه للسلطان، فأمر بالقبض عليه، وضُرب وجُرِّس على حمار، وأُخرج من القاهرة، وأخَذ ابنُ دحية المحضر فحَرّقه.

قال: وحضرت معه مجلس السلطان مراراً، وكان يحضر في كل جمعة، فيصليَ عند السلطان، ويقرأ عليه شيئاً من مجموعاته، وكان حافظاً ماهراً في علم / الحديث، حسنَ الكلامِ فيه، فصيحَ العبارة، تامَّ المعرفة بالنحو واللغة. [٢٩٦:٤]
وله كتب نفيسة.

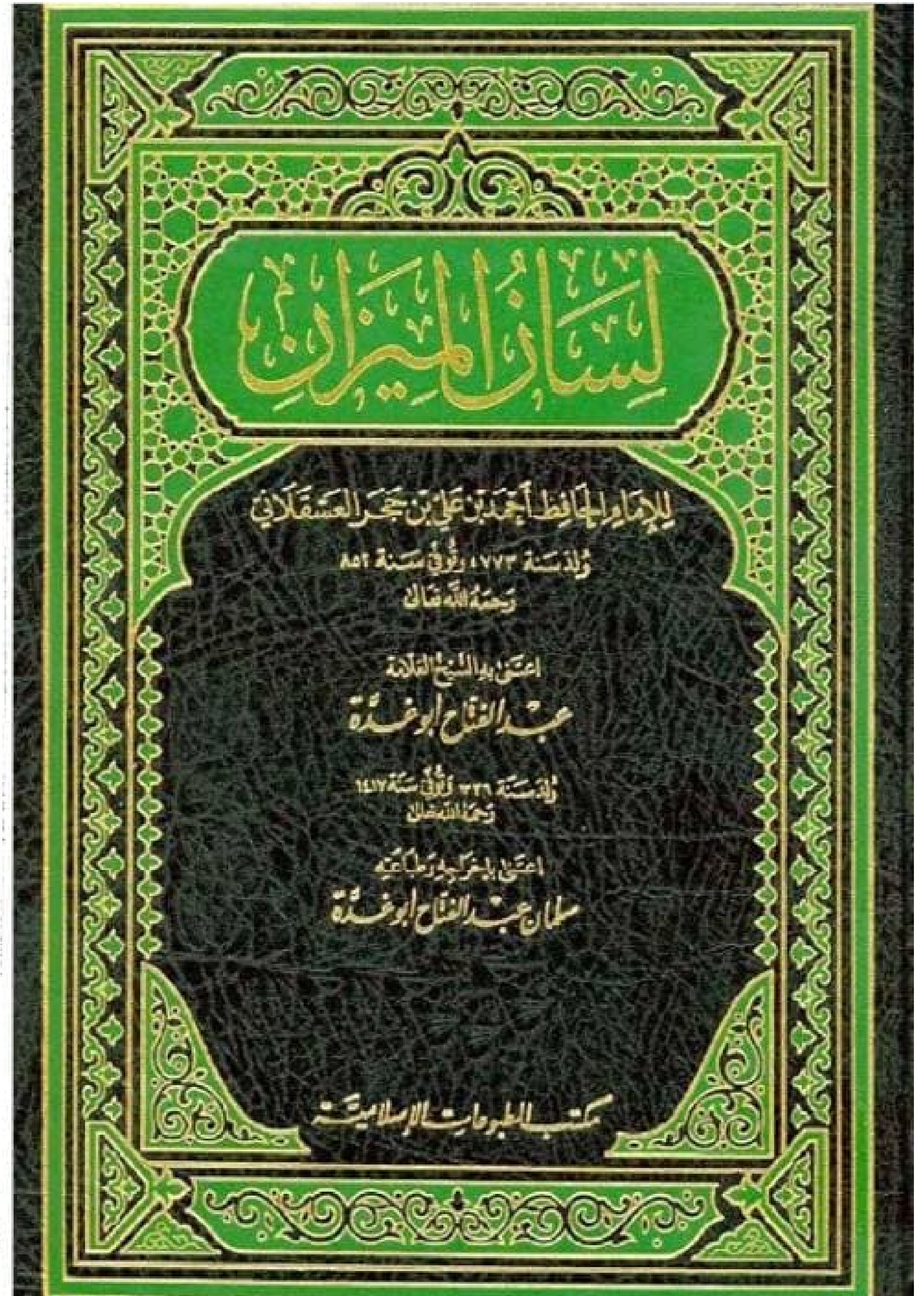
وكان ظاهريَّ المذهب، كثير الوقيعة في الأئمة، وفي السلف من العلماء، خبيث اللسان، أحمق، شديد الكبر، قليل النظر في أمور الدين، متهاوناً.

حدثني علي بن الحسن أبو العلاء الأصبهاني، وناهيك به جَلالة ونُبلاً قال: لما قدم ابن دحية علينا أصبهان، نزل على أبي في الخانْكَاه، فكان يكرمه ويبجّله، فدخل على والدي يوماً ومعه سجّادة، فقَبّلها ووضعها بين يديه وقال: صلَّيتُ على هذه السجادة كذا كذا ألفِ ركعة، وختمت عليها القرآن في جوف الكعبة مرات، قال: فأخذها والدي وقبّلها، ووضعها على رأسه، وقَبِلها منه مبتهجاً بها.

فلما كان آخر النهار، حضر عندنا رجلٌ من أهل أصبهان، فتحدث عندنا، إلى أن اتفق أنه قال: كان الفقيه المغربي الذي عندكم اليوم في السوق، فاشترى سجادة حسنةً بكذا وكذا، فأمر والدي بإحضار السجادة، فقال الرجل: إي والله هذه هي، فسكت والدي، وسقط ابنُ دحية من عينه.

وأرخ وفاته في ربيع الأول سنة ثلاث وثلاثين وست مئة.

ومن تركيبات ابن دحية، أنه حدّث «بصحيح» مسلم بسماعه له، زَعَم من



امام ابو اسحاق شاطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی : ۷۹۰ ھ) نے معین کیفیت و ہئیت والی بدعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

ترجمہ: جیسے کہ ہم آواز ہوکر اجتماعی طور پر ذکر کرنا اور نبی □ کے یوم پیدائش کو عید کے طور پر منانا. (الاعتصام: ۱/٤٦)؛

[مضاهاة البدع الشرعيات، ومضادتها حقيقة:]

* وقوله في الحد: «تضاهي الشرعية»؛ يعني أنها تشابه الطريقة الشرعية من غير أن تكون في الحقيقة كذلك، بل هي مضادّة لها [وبيان مشابهتها لها][1] من أوجه متعدّدة:

[نذر الصائم قائما ضاحيا:]

ـ منها: وضع الحدود؛ كالناذر للصيام قائماً لا يقعد ضاحياً لا يستظل، والاختصاء[2] في الانقطاع للعبادة، والاقتصار من المأكل أو الملبس[3] على صنف دون غيره[4] من غير علة.

[الذكر جمعا، واتخاذ المولد عيدا:]

ـ ومنها: التزام الكيفيات والهيئات المعينة؛ كالذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد، واتخاذ يوم ولادة النبي ﷺ عيداً، وما أشبه ذلك.

[صيام يوم نصف شعبان، وقيام ليلته:]

ـ ومنها: التزام العبادات المعيّنة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة؛ كالتزام صيام يوم النصف من شعبان وقيام ليلته[5].

---

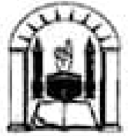
(١) ما بين المعقوفتين سقط من المطبوع و (ج).

(٢) في المطبوع و (ج): «والاختصاص» وهو خطأ.

(٣) كذا في (م) و (ج)، وعند رشا وفي المطبوع: «والملبس».

(٤) في المطبوع و (ج): «دون صنف».

(٥) هذا هو الصواب، ولا يغترّ أحد بترغيب الخطباء الجاهلين في ذلك، ولا بالحديث الذي يذكرونه على منابرهم، وهو: «إذا كانت ليلة النصف من شعبان؛ فقوموا ليلها، وصوموا نهارها؛ فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه، ألا كذا، ألا كذا... حتى يطلع الفجر»؛ فإن هذا حديث واه أو موضوع. رواه ابن ماجه، وعبدالرزاق عن أبي بكر بن عبدالله بن أبي سبرة، وقد قال فيه ابن معين، والإمام أحمد: إنه يضع الحديث. نقل ذلك محشي «سنن ابن ماجه» عن الزوائد. ووافقه الذهبي في «الميزان» في الإمام أحمد، وذكر عن ابن معين أنه قال فيه: ليس حديثه بشيء، وقال النسائي: =



الاعتصام

تصنيف

العلامة المحقق أبي إسحاق إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الشاطبي (ت ٧٩٠هـ)

ضبط نصه وقدم له وعلق عليه وخرج أحاديثه

أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

مكتبة التوحيد

المستفتی: محمد عبدالمجید چشتی حنفی، خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، نگینہ شریف، ڈاکخانہ جلال پور، ضلع فیض آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الوہاب: نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے علمائے اسلام کو کافر کیا، کذب محض و افتراء خالص ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اُن شخصوں کو کافر فرمایا جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن و حدیث اور تمام امت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰحضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا، نصوص نقل فرمائی ہیں، جن کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے۔ اُن امور کا کفر ہونا اور اُن کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں:۔

"جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں، کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔"

رہی یہ بات کہ جو اعلیٰحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو، اس کو وہ کافر جانتے ہیں، یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ ایمانیات اور ضروریاتِ دین میں جو اُس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ توحید مانے، رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو۔ وہ کافر۔ توحید و رسالت دونوں کو تسلیم کرے، قرآن کا منکر ہو، تو کافر۔ غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے، کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ

الصوارم الہندیہ

۱۳۴۵ھ

ترتیب

مناظر اسلام مولانا حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی

مع

التحقیقات لدفع التلبیسات

از

مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فخرِ اہلسنت حضرت مولانا علامہ محمد نور بخش توکلی قدس سرہ

مولانا نور بخش توکلی ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں کوٹھی [illegible] ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا، علوم دینیہ سے والہانہ محبت کا عالم یہ تھا کہ میونسپل بورڈ کالج کے پروفیسر ہونے کے باوجود مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کے پاس حاضر ہوتے اور طلباء کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس لیتے۔

جن دنوں آپ محمڈن سکول انبالہ کے ہیڈ ماسٹر تھے حضرت خواجہ توکل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ مولانا مرحوم سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے، آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندوپاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔

آپ ایک عرصہ تک جامعہ نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیمات رہے اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج کے شعبہ عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ کچھ مدت کے بعد کالج سے مستعفی ہو گئے۔ حضرت علامہ نے تصانیف کا قابلِ قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روافض اور غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب)

۲۔ سیرت رسول عربی	۵۔ شرح قصیدہ بردہ عربی
۳۔ تحفہ شیعہ، دو جلد (رد شیعہ)	۶۔ ، ، ، اردو
۴۔ سیرت غوث اعظم	۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ

تذکرہ اکابرِ اہلسنت



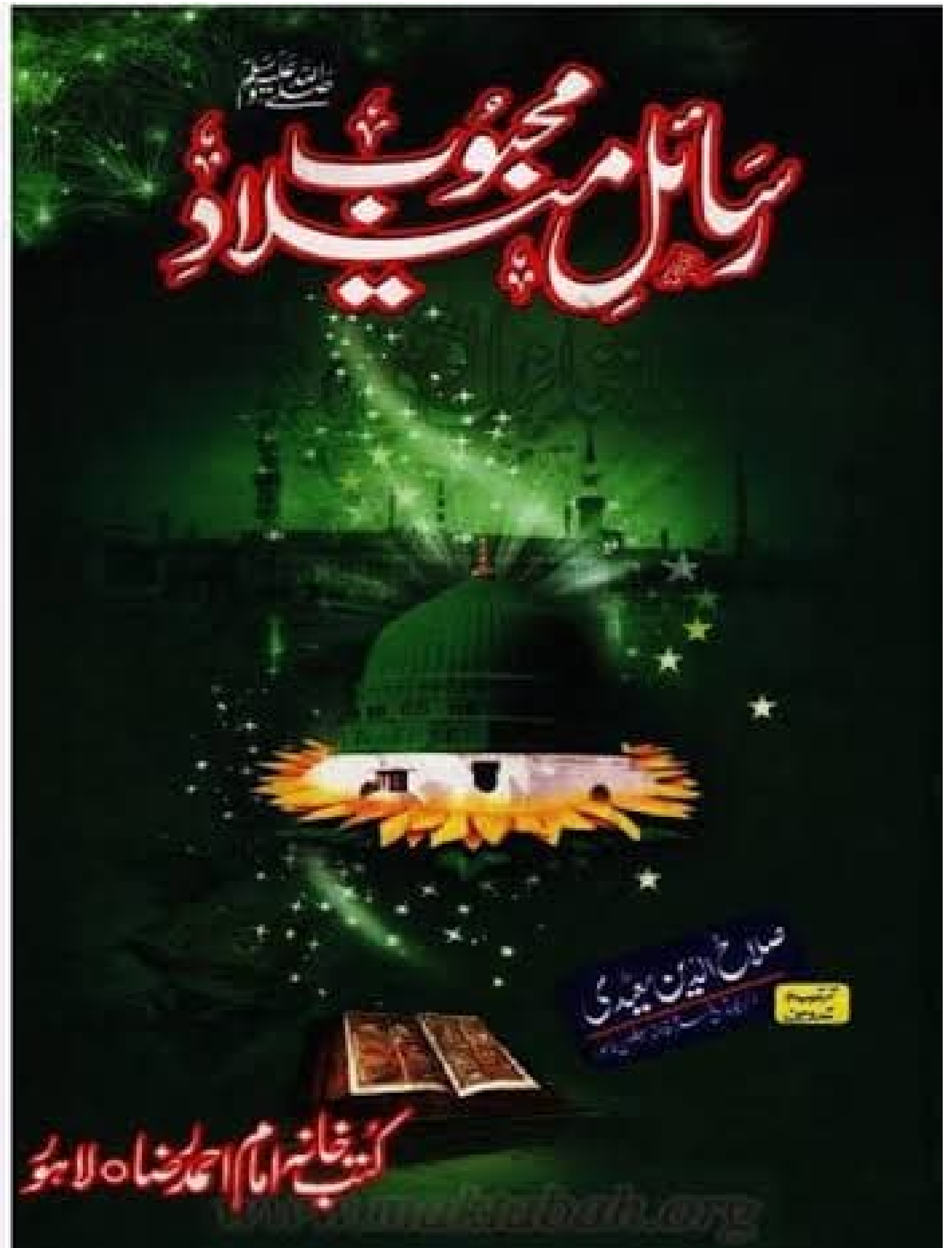
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

نوری کتب خانہ، لاہور

کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ عقیدہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب وروز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط وکتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ "ضیائے حرم" عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر/دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳'۲۹۲ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ء میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ



اداریہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والی خرافات توجہ کی ضرورت ہے..........!!

پاکستان میں ہر سال کی طرح اس سال بھی عید میلاد النبی ﷺ انتہائی جوش و جذبہ سے منائی گئی۔ ہر سال سے بڑھکر گلی، محلوں، شاہراؤں اور گھروں کو سجایا گیا۔ ربیع الاوّل کی رات اور دن میلاد النبی ﷺ کے جلوس متواتر شاہراؤں پر گشت کرتے نظر آئے، مختلف تنظیموں کی جانب سے ان جلوسوں کا اہتمام کیا گیا تھا، جو ایک آسان کام نہیں تھا۔ یقیناً اس تیاری میں ہفتوں لگے ہونگے اور پیسہ بھی اچھا خاصہ خرچ ہوا ہوگا۔ اس مبارک کام کیلئے وقت نکالنا، محنت کرنا اور پیسے کا خرچ کرنا انتہائی سعادت مندی اور اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے محبت کا ثبوت ہے۔ ورنہ آج کے نفسا نفسی کے دور میں نہ کسی کے پاس کسی کیلئے وقت ہے اور نہ ہی پیسہ خرچ کرنے کا دل۔ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے کی مثل آپ نے کئی مناظر بارہا اپنی زندگی میں دیکھے ہونگے۔ لوگ اپنے ایک ایک پیسے کو سینے سے لگا کر رکھتے ہیں، لیکن ولادت پاک ﷺ کی خوشی میں ہم نے بڑے بڑے کنجوسوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ خرچ کرنے سے اجتناب نہیں کرتے اور اپنی حیثیت کے مطابق دل کھول کر خرچ کرتے ہیں یقیناً یہ اللہ کے اس فرمان پر عمل ہے۔

"قل بفضل اللہ و برحمۃ فبذلک فلیفر حوا ء ہو خیر مما یجمعون٥

"اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ اللہ کا وہ فضل جوان پر ہوا اور اللہ کی رحمت جو انہیں عطا کی گئی اس کے سبب وہ خوشیاں منائیں یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں"۔ (سورۃ یونس)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اس نعمت عظمیٰ، اللہ کے فضل اور رحمت کی خوشی میں اپنا جمع کیا ہوا خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

غور طلب

یہاں ایک بات جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ گذشتہ کئی برسوں سے یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ جہاں عید میلاد النبی ﷺ کے جوش و خروش میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہیں بعض نادان دوستوں کی وجہ سے غیر شرعی حرکات تقویت پکڑ رہی ہیں۔ مثلاً بعض جلوسوں کے آگے چلنے والے کم عمر نوجوان رقص کرتے اور تالیاں بجاتے نظر آتے ہیں، بے تحاشہ آتش بازی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور اس سال تو بینڈ بجائے اور ڈھول تاشوں کی گونج میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس دیکھے گئے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان جلوسوں کی قیادت کوئی عام لوگ نہیں کر رہے ہوتے۔ اکثر جلوسوں کی قیادت آئمہ کرام، علماء کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔ شاید تھوڑی سی غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ ہو رہا ہے، جو اہل سنت کا تماشہ بنانے کیلئے کافی ہے۔ اُمید ہے کہ علماء حق، مشائخ عظام اور آئمہ کرام ان باتوں کی طرف توجہ دے کر ان خرافات کا سد باب کرنے میں کردار ادا کریں گے اور آئندہ عید میلاد النبی ﷺ کی آمد سے قبل اپنے اپنے حلقہ احباب اور تنظیموں سے متعلقہ ذمہ داروں کی تربیت کا اہتمام فرمائیں گے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سلسلہ وار

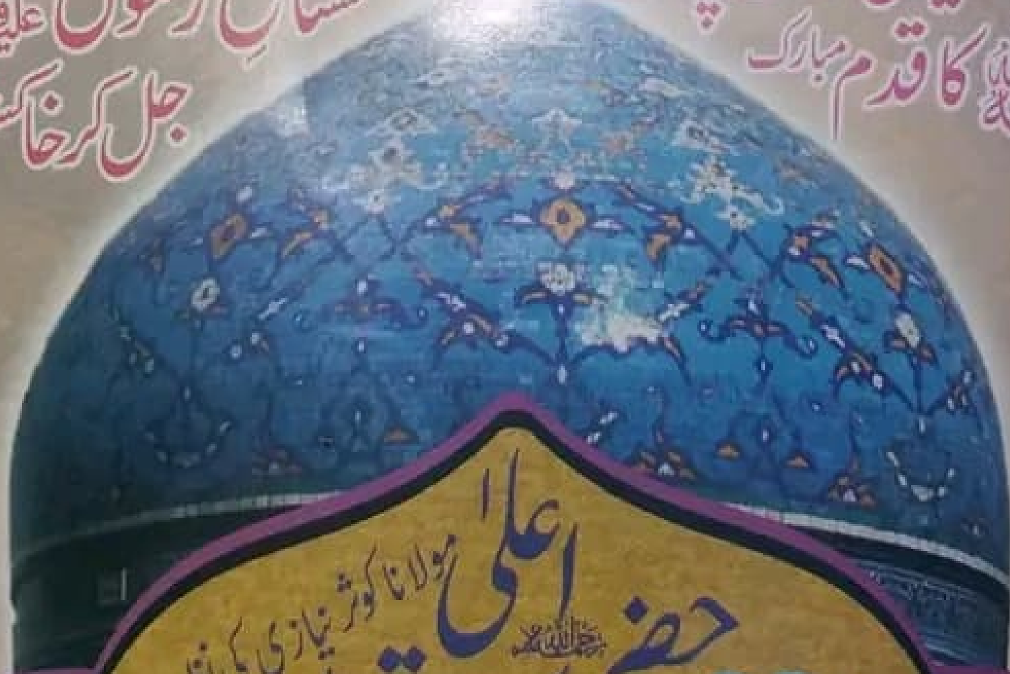
عقیدۂ حق

سلسلہ نمبر 2

جنوری 2017ء بمطابق ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

حضور سیدی غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جل کر خاکستر



حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ مولانا کوثر نیازی کی نظر سے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے خرافات

تحریک وہابیہ تاریخ کے آئینے میں!

گیارہویں پر دلچسپ مکالمہ!

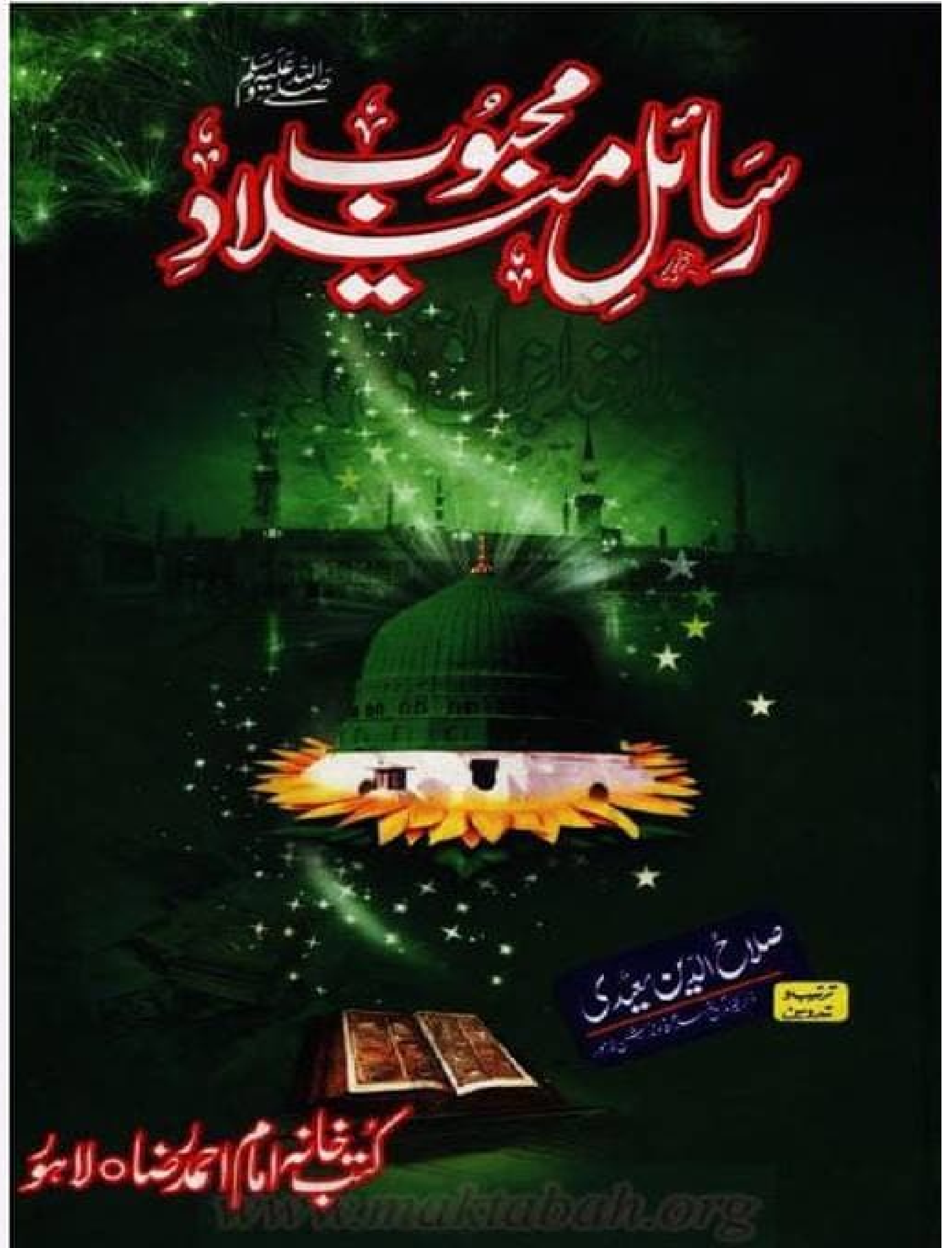
انعام شکست

سب سے پہلا قاتل و مقتول

کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر/دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳'۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

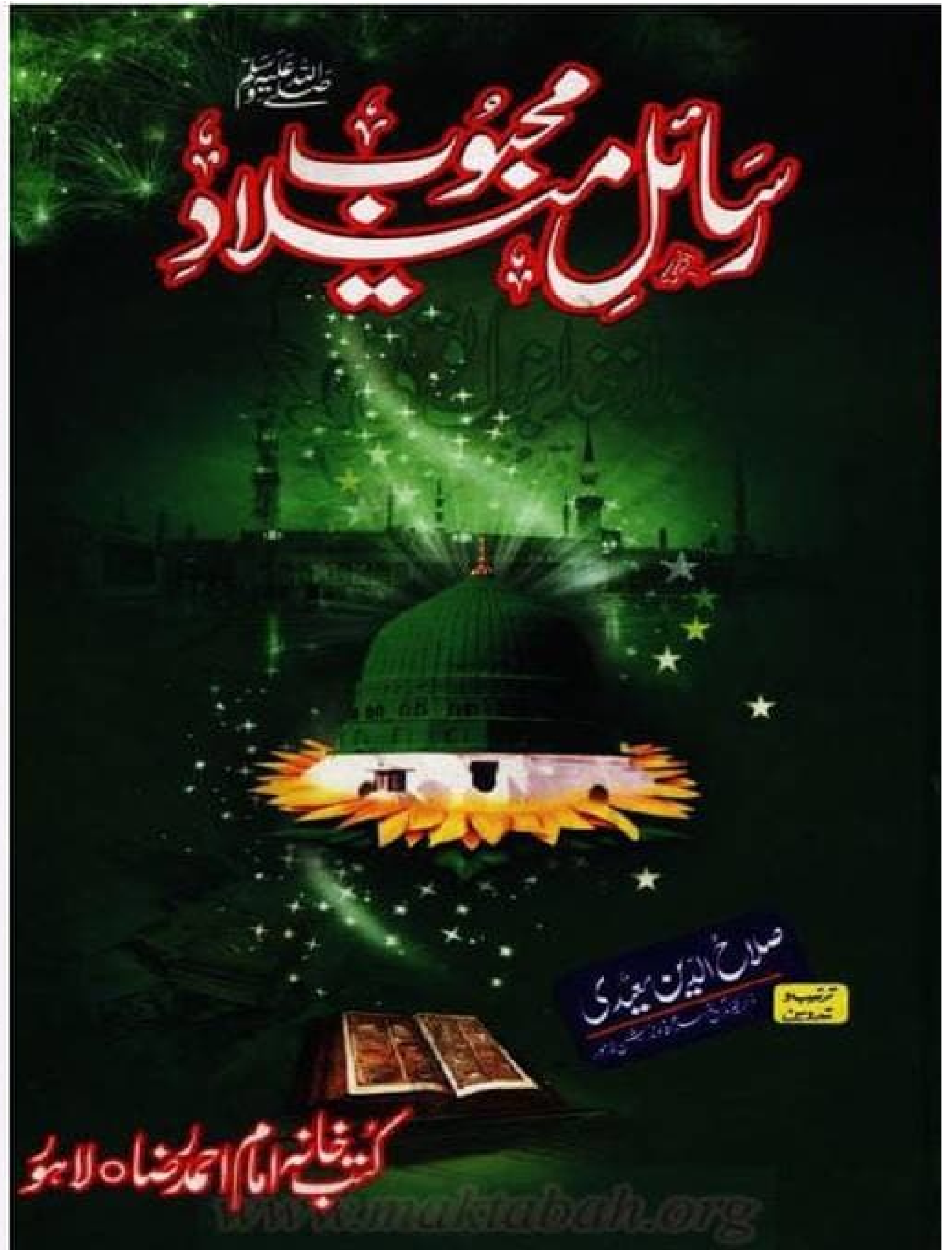
مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ



کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہو گیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ "ضیائے حرم" عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر/دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳'۲۹۳ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

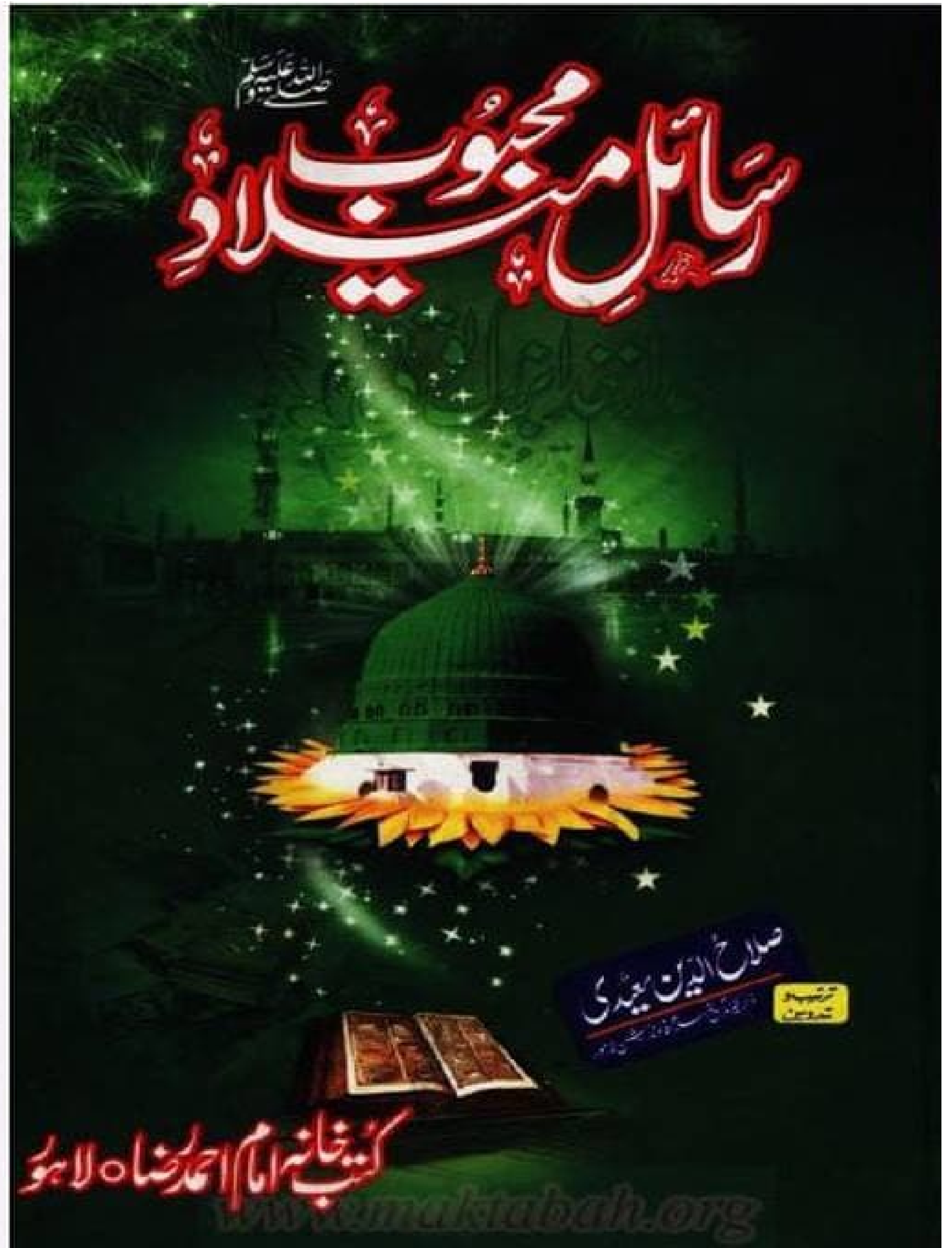
مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ



کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳'۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ



فخرِ اہلِ سنت حضرت مولانا علامہ محمد نور بخش توکلی قدس سرہ

مولانا نور بخش توکلی ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں کوٹ چک تمافضیاں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا۔ علوم دینیہ سے والہانہ محبت کا عالم یہ تھا کہ میونسپل بورڈ کالج کے پروفیسر ہونے کے باوجود مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کے پاس حاضر ہوتے اور طلباء کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس لیتے۔

جن دنوں آپ محمڈن سکول انبالہ کے ہیڈ ماسٹر تھے حضرت خواجہ توکل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ مولانا مرحوم سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ آپ ہی کی مساعئ جمیلہ سے متحدہ ہندوپاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔

آپ ایک عرصہ تک جامعہ نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیمات رہے اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج کے شعبہ عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ کچھ مدت کے بعد کالج سے مستعفی ہوگئے۔ حضرت علامہ نے تصانیف کا قابلِ قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ الاقوال الصحیحۃ فی جواب الجرح علیٰ ابی حنیفہ (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روافض اور غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب)

۲۔ سیرتِ رسولِ عربی

۳۔ تحفہ شیعہ ، دو جلد (رد شیعہ)

۴۔ سیرتِ غوث اعظم

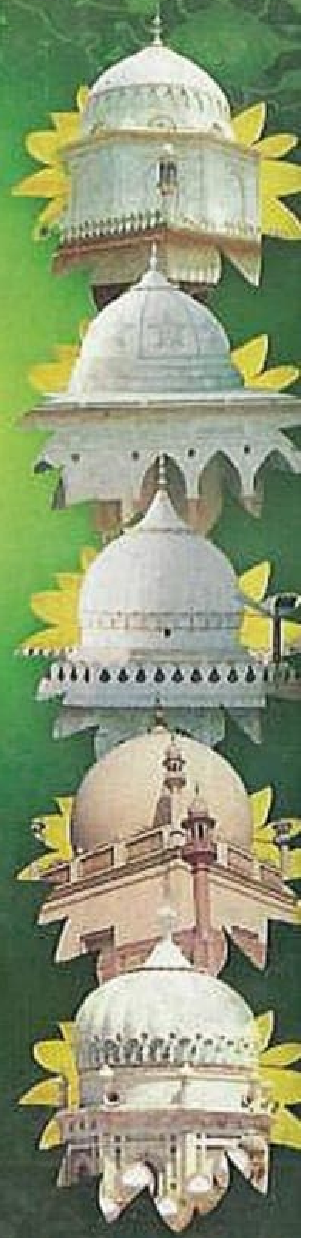
۵۔ شرح قصیدہ بردہ عربی

۶۔ 〃 〃 〃 اردو

۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبند۔

تذکرۂ اکابرِ اہلسنت

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری



نوری کتب خانہ، لاہور